تذکارِ محبوب

تذکرہ عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ

مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی

ناشر:
تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

www.Qadri.info

تذکارِ محبوب

تذکرہ عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ

مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی

ناشر:

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

www.Qadri.info

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب : تذکارِ محبوب

ترتیب : مولانا عبدالرحیم قادری

تصحیح : اشفاق احمد حمیدی

طبع اول : فاطمی پریس بدایوں ۱۳۷۹ھ

طبع جدید : تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷ء

کمپوزنگ : سید طارق علی (طیبہ کمپیوٹر سوتھا بدایوں)

تقسیم کار : مکتبہ جام نور 422، مٹیا محل جامع مسجد دہلی-۶

www.Qadri.info

انتساب

صاحب تذکرہ کے بڑے صاحبزادے میرے عمِ محترم

حضرت مولانا عبدالہادی محمد میاں قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

(سابق استاذ شعبۂ عربی، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد)

کے نام

جنھوں نے عرس قادری کے دوران درگاہ قادری میں

مجھے بسم اللہ پڑھائی۔

اسید الحق محمد عاصم قادری

www.Qadri.info

ابتدائیہ

شہزادۂ تاج الفحول حضرت عاشق الرسول سیدی وجدی شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی قدس سرہ کی ذات گرامی عجیب وغریب جامعیت کی حامل تھی۔ معقولی سلسلۂ خیرآباد کے روشن چراغ، پچاسوں علماء کے استاذ، ہزاروں کے شیخ طریقت، ریاست حیدرآباد کے مفتیٔ اعظم، خانقاہ قادریہ کے صاحب سجادہ، اپنے اکابر کی علمی وروحانی وراثتوں کے امین، قومی اور ملی قائد، تحریک آزادی کے مردمجاہد، بیک وقت حیدرآباد، حجاز اور عراق کے شاہی خاندانوں اور فقراء اور درویشوں سے یکساں تعلقات وروابط، حرمین شریفین، مسجد اقصیٰ اور جامع قادریہ بغداد شریف میں امامت وخطابت یہ وہ خوبیاں ہیں جو مشکل ہی سے ایک ذات میں جمع ہوتی ہیں۔

ایک سینہ میں ہزاروں ولولوں کی کائنات ایک انساں میں کروڑوں اہل ہمت کا ثبات

۳؍شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کے خادم خاص مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی نے ’’تذکارِ محبوب‘‘ کے نام سے یہ مختصر رسالہ جمع کرکے شائع کیا، جس میں آپ کی مختصر سوانح، تعزیتی خطوط، اخباری رپورٹیں، مراثی ومناقب اور قطعات تاریخ وغیرہ جمع کردیئے۔ یہ رسالہ ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ کو فاطمی پریس بدایوں سے شائع ہوا تھا، اب تاج الفحول اکیڈمی دوبارہ شائع کرنے کا فخر حاصل کررہی ہے۔ مؤلف رسالہ مولانا مولوی عبدالرحیم قادری مقتدری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ آستانۂ قادریہ کے جاں نثار، مخلص، خدمت گزار اور وفاشعار وابستگان میں سے تھے۔

مولانا عبدالرحیم صاحب کے والد مولوی عبدالعزیز صاحب متوسطات تک پڑھے ہوئے تھے اور حضرت تاج الفحول کے دامن کرم سے وابستہ تھے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب کی پیدائش ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ قرآن کریم ناظرہ اور اردو فارسی کی ابتداء محلّہ میں ہی کسی استاذ سے کی۔

۸؍سال کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ ان کی دواؤں کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مولانا فضل مجید صاحب فاروقی معینی علیہ الرحمۃ (خلف حضرت عبداللہ شاہ بیتاب فاروقی مجیدی علیہ الرحمۃ) دکان پر آئے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب سے ان کے بیٹے کے بارے میں پوچھا کہ کیا پڑھ رہا ہے انھوں نے بتایا کہ قرآن کریم ناظرہ پڑھ چکا ہے اور ابتدائی اردو فارسی پڑھ رہا ہے، مولانا فضل مجید صاحب نے مولانا عبدالرحیم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور ان کو مدرسہ قادریہ لے آئے اور سرکار صاحب الاقتدار سیدنا شاہ عبدالمقتدر قادری قدس سرہٗ کے حوالے کردیا۔ مدرسہ قادریہ میں باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا متوسطات تک کی تعلیم مدرسہ قادریہ کے دوسرے اساتذہ سے حاصل کی اور تکمیل استاذ العلماء علامہ محبّ احمد قادری بدایونی سے کی کچھ اسباق خود سرکار صاحب الاقتدار سے بھی پڑھے۔

والد کے انتقال کے بعد اپنی دکان پر بیٹھتے تھے، مولانا کی دکان مدرسہ قادریہ کے علماء، طلبہ، شہر کے اہل علم اور

اصحاب شعر و سخن کی توجہ کا مرکز تھی دکان کے علاوہ مولانا کا زیادہ وقت مدرسہ قادریہ میں گزرتا تھا۔ آپ کو یہ فخر و شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے آستانہ قادریہ کے چار سجادگان کی خدمت کی۔ حضرت تاج الفحول کی جوتیاں سیدھی کیں، سرکار صاحب الاقتدار کی خدمت میں حاضر رہے۔ حضور عاشق الرسول کی خدمت تو ایسی کی کہ سفر و حضر کے لئے خادم خاص کے لقب سے مشہور ہوئے اور آخر میں لگ بھگ ۱۳/۱۴ سال تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید سالم قادری دامت برکاتہم کی خدمت میں رہے۔ جب حضور عاشق الرسول سیدنا شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی قدس سرہ سرکار صاحب الاقتدار سے بیعت ہوئے اسی وقت مولانا عبدالرحیم صاحب بھی سرکار کے دامن کرم سے وابستہ ہو گئے۔ یہ پیر بھائی کا رشتہ ایسا مستحکم ہوا جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ سرکار صاحب الاقتدار کے وصال کے بعد مولانا نے اپنی پوری زندگی حضور عاشق الرسول کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ حضور عاشق الرسول کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی، خانۂ کعبہ کے غسل اور گنبد خضریٰ میں شب بیداری میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر رہے، لگ بھگ ۲۰ مرتبہ عاشق الرسول کی معیت میں بغداد شریف حاضر ہوئے وہاں کے تمام پیرزادگان اور صاحبزادگان آپ سے محبت کرتے تھے، نقیب الاشراف پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی قدس سرہ بغداد شریف میں اور بمبئی کے قیام کے دوران آپ سے قصیدہ بردہ شریف سن کر محظوظ ہوا کرتے تھے، خانوادۂ قادریہ بغداد شریف کے افراد کی نظر میں مولانا عبدالرحیم صاحب کی قربت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب نقیب زادہ حضرت سید پیر طاہر علاء الدین گیلانی قدس سرہ حضور غوث اعظم کے اشارۂ باطنی پر حضور عاشق الرسول کی عیادت و مزاج پرسی کے لئے بغداد شریف سے بدایوں تشریف لائے تو شہر کے اکثر رؤسا اور ارباب ثروت نے آپ کو اپنے گھر مدعو کرنا چاہا حضرت صاحبزادۂ گرامی نے کسی کی دعوت قبول نہیں کی، مگر مولانا عبدالرحیم صاحب نے جب دعوت پیش کی تو بخوشی قبول فرمائی ان کے گھر تشریف لے گئے، کافی وقت گزارا اور کھانا بھی تناول فرمایا۔

حضرت عاشق الرسول کے وصال کے بعد تاجدار اہل سنت صاحب سجادہ آستانہ قادریہ کی خدمت میں رہے۔ حضرت اقدس کے ساتھ بھی حج کی سعادت حاصل کی اور کئی مرتبہ حضرت کے ساتھ بغداد شریف حاضر ہوئے۔ تحفۃ الاخیار معروف بہ "مسائل چاہ" کے نام سے ایک رسالہ بھی تالیف کیا جس میں کنوئیں کی طہارت وغیرہ کے مسائل عام فہم زبان میں درج کئے۔ یہ رسالہ ۱۳۲۶ھ میں امیر الاقبال پریس بدایوں سے شائع ہوا۔ ۱۴ محرم ۱۳۹۰ھ کو وفات ہوئی، مدرسہ قادریہ میں نماز جنازہ ہوئی اور درگاہ قادری میں حضرت حبیب اللہ شاہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضور آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہ) کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے اور لطف بدایونی کے اس شعر کی صحیح تفسیر بن گئے......

جیتے جی تو کیا چھٹے گی ہم سے میخانہ کی خاک　　خاک ہو کر بھی رہیں گے ہم غبار میکدہ

اسید الحق محمد عاصم قادری

مدرسہ قادریہ بدایوں شریف

طاؤس الملائکہ

مولانا عبدالرحیم صاحب کو میں نے ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے سے دیکھا ہے۔ سادہ، بے نفس اور مستعد انھیں ہمیشہ پایا اور حضرت اقدس قدس سرہٗ کی معیت انھیں میری یاد سے پہلے سے حاصل رہی ہے۔ عمر کے اعتبار سے مولانا عبدالرحیم صاحب سابق ہیں۔ انھوں نے حضرت اقدس کا ساتھ حاصل کرنے کے لئے بار بار پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ مدرسہ کا ساتھ بیعت کی معیت میں اور پھر سفر و حضر کی ہمرکابی میں تبدیل ہوگیا۔ مگر میں نے مولانا کو ان کی خصوصیات سے تجاوز کرتے کبھی محسوس نہ کیا، وہی سادہ بے نفس اور مستعد نظر آئے۔

خدا جانے وہ کونسی رنگین و تابناک ادائیں ان کی سادگی میں پوشیدہ ہیں جنھیں دیکھ کر حضرت سیدنا و مولانا پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی نقیب الاشراف و صاحب سجادہ حضور غوثیت پناہ کے بڑے پوتے سیدنا عبدالقادر آل الگیلانی نے مولانا عبدالرحیم صاحب کو ''طاؤس الملائکہ'' کے خطاب سے نوازا اور اس خطاب نے ایسی مقبولیت حاصل کی کہ بغداد معلّٰی کی گلیوں میں اسٹیشن پر جہاں بھی مولانا کو کسی نے دیکھا وہ بے اختیار پکار اٹھا ''جاء طاؤس الملائکہ'' لو وہ طاؤس الملائکہ آیا۔

عبدالہادی محمد القادری (ہادی القادری)

www.Qadri.info

مبسملاً و حامداً و مصلیاً

برصغیر ہند و پاک کے بڑے بڑے شہروں کے مقابل بدایوں ایک قصبہ یا دیہہ ہی کیوں نہ نظر آئے مگر ارباب بصیرت پر یہ بات روشن ہے کہ اسی چھوٹے سے شہر یا قصبے کو اہل دل مدینۃ الاولیا کے نام سے یاد کرتے آئے ہیں۔اس خاک میں عجب تاثیر ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں نے اس کو پسند فرمایا ہے اور اسی خاک سے ایسے ایسے باکمال پیدا ہوئے ہیں جن پر ہر بدایونی کو فخر ہونا چاہیے۔

یوں تو بدایوں میں قدم قدم پر کسی نہ کسی ولی کی آرام گاہ نظر آتی ہے جن میں ہر ایک اپنی اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب ہے۔مگر جب سے حضور غوث زماں آل احمد شمس دین اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمس مارہرہ مقدسہ کی فیض بار کرنوں نے خاندان آل عثمان کے صاحبِ فضل وکمال حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی توجہ کا اہتمام کر دیا تب سے یہ خانوادہ اپنی تابش میں بے مثال رہا ہے اور ہر طرف آستانہ عالیہ قادریہ کی تابانی نے روشنی پھیلائی ہے۔

حضور اچھے صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مولانا'' کو عینیت سے نوازا وہ ''عین الحق'' کہلائے۔پھر بادۂ قادری کے مست الست پر ایسا فضل رسول ہوا کہ انھیں ''معین حق'' کا منصبِ بلند ملا۔فقیر قادری ''محبّ رسول'' اور ''مظہر حق'' ہوئے۔مطیع الرسول کو ایسی فنائیت عطا ہوئی کہ خاک نشینی درغوثِ اعظم کا عظیم مرتبہ انھیں حاصل ہوا اور عاشق الرسول کو ایسا سوز ولائے سرکار قادریت مرحمت ہوا کہ ہر آن صاحب بغداد کی حضوری میسر آئی۔رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

باسمک اللھم یا رحمن یا رحیم و بک التوفیق

حضرت اقدس عاشق الرسول سیدنا و مولانا عبدالقدیر القادری قدس سرہٗ کی ولادت ۱۱رشوال ۱۳۱۱ھ کو ہوئی۔مگر حضرت کے جدِّ امجد حضور سیف اللہ المسلول حضرت فضل رسول

قادری قدس سرہٗ نے ۱۲۸۳ھ میں ہی بشارت دے دی تھی کہ یہ اس وقت تشریف لانے والے عبدالمقتدر ہیں دوسرے صاحبزادے تشریف لائیں گے ان کا نام عبدالقدیر ہوگا اور اسی وقت دونوں صاحبزادوں کے لئے تعویذ بھی مرحمت ہوئے تھے۔ اس عالم میں ظہور سے پہلے ہی ان پر توجہات کی بارش ہونے لگی تھی۔ جب یہ تشریف لائے تو حضور تاج الفحول محبّ رسول حضرت مولانا عبدالقادر فقیر قادری قدس سرہٗ بمبئی میں تشریف فرما تھے۔ دانایان راز نے پیدائش کی خوشخبری کا تار دیا ''عبدالقدیر سلام کہتے ہیں'' گویا آنے والا سب کے لئے سلامتی ساتھ لایا تھا۔

آٹھ سال کی عمر تھی کہ سرکار تاج الفحول نے ۱۳۱۹ھ میں رحلت فرمائی۔ آٹھ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے مگر اس کی گواہی دینے والے اب بھی مل جائیں گے کہ یہ صاحبزادے لوگوں کو تلقین صبر فرما رہے تھے اور کہتے تھے...... باوا! مجھے بتا گئے ہیں: کل نفس ذائقة الموت۔ ان کی یہ تلقین صبر خدام کو اور بھی تڑپا رہی تھی۔ مگر اس سے یہ بات بھی ظاہر تھی کہ جس قصر رشد و ہدایت کی تعمیر سرکار صاحب اقتدار کے ہاتھوں ہوئی تھی اس کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔

تعلیم کے ابتدائی مدارج میں جناب حافظ غوثی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولوی سید الطاف علی رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولوی عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مولوی قائم علی صاحب مدظلہم سے استفادہ کیا۔ تکمیل علوم و معارف مولانا مفتی فضل احمد قادری علیہ الرحمہ، مولانا محبّ احمد قادری علیہ الرحمہ، مولانا حافظ بخش قادری علیہ الرحمہ اور خود سرکار صاحب اقتدار حضور سیدنا الشیخ مطیع الرسول عبدالمقتدر القادری قدس سرہٗ سے کی۔ کچھ اسباق صاحب اقتدار کے محبوب تلمیذ مولانا حبیب الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ سے بھی پڑھے۔ تجوید کا فن یکتائے زمانہ مولانا حافظ سید عبدالکریم قادری علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔

فارغ التحصیل ہو جانے پر رجحان علوم حکمیہ میں تحقیق کی طرف ہوا اور حضرت اقدس پہلے ٹونک تشریف لے گئے اور مولانا حکیم برکات احمد رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ محبوب حضرت مولانا

عبدالحق خیرآبادی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر رہے اور پھر رامپور تشریف لے گئے اور حضرت فاضل خیرآبادی کے تلمیذ رشید حضرت مولانا سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہے اور قدماء کی کاوشوں کی سیر فرمائی۔

درس وتدریس ورثہ میں پائی تھی۔ زمانۂ طالب علمی سے ہی پڑھانے کا شغل جاری تھا۔ سفرِ ٹونک اور رامپور میں بھی طلبہ ساتھ رہتے تھے تاکہ اپنے ذوق تدریس کی تسکین کے ساتھ ساتھ ان کی سیرابی بھی ہوتی رہے۔ رامپور سے واپسی پر مدرسہ عالیہ قادریہ کے بوریہ کو زینت بخشی اور تمام علوم وفنون میں مہارت کا ثبوت دیا۔ تحریر وتقریر میں کمال دکھانے کے ساتھ ساتھ مرشد برحق سرکار صاحب اقتدار کی باطنی توجہ کا مرکز بن گئے اور سلوک طے ہونے لگے۔ اب بھی تقریر میں استدلالی شان جلوہ گر ہوتی تھی مگر اسی کے ساتھ تصوف کے نکات بھی واضح کئے جانے لگے تھے۔

اس توجہ خاص کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جس رات کی صبح سرکار صاحب اقتدار عبدیت کی شان فنائیت دکھانے والے تھے عشاء کے بعد مکان میں تشریف لے جاتے ہوئے دروازے کے دونوں پٹ ہاتھوں میں تھامے ''مولوی صاحب'' کو دیکھے جاتے تھے۔ کسی خاص وظیفہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ مکمل ہوا یا نہیں اور جب ادھر سے عرض کیا گیا کہ آج رات تکمیل ہوجائے گی تو ارشاد ہوا...... ''اسے مکمل ہو جانا چاہیے'' اور پھر دروازے کے اندر بلا کر اللہ جانے ان کے دل میں کیا کچھ ڈال دیا کہ جب یہ ''السلام علیکم'' کے جواب میں ''وعلیکم السلام، فی امان اللہ'' سن کر واپس ہوئے تو کنوئیں سے خود پانی کھینچا۔ تازہ وضو کر کے سیدھے مسجد میں تشریف لے گئے، تکمیل جو کرنی تھی۔

فرنگی تاجروں کے ہاتھوں جب ہندوستان کی مسلمان حکومت زوال پذیر ہوئی تو آخری جدوجہد کے منظّم کرنے والوں میں جن کا نام سرفہرست ہونا چاہیے وہ اس وقت کے اکابر علماء اہلِ سنت ہی تھے جس کے لئے علامۂ دہر حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی علیہ

الرحمہ کی جلاوطنی اور بحالت نظر بندی کالے پانی میں ہی رحلت کافی و وافی ثبوت ہے۔ حضرت اقدس کے جدامجد سیف اللہ المسلول علامہ خیرآبادی کے معاصر تھے اور فرنگی دشمنی میں ان کے شریک حال، اسی کا اثر ہے کہ اس خانوادۂ عالیہ کو ہمیشہ سرکار انگریزی سے بیزاری رہی۔

ہائے وہ سماں آج بھی آنکھوں میں ہے جب کہ جنگ بلقان میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے سرکار صاحبِ اقتدار نے فتح ونصرت کی عجب پر کیف دُعا فرمائی تھی۔ وہ ان کا اپنے رب سے رو رو کر عبدالمقتدر کی روتی آنکھوں کے لئے خوشی مانگنا اور کیف بیخودی میں عمامہ کے پیچوں کا کھل جانا کسی طرح بھولتا ہی نہیں۔ غرض کہ آستانہ عالیہ قادریہ کے متوسلین کی گھٹی میں نصرت اسلام اور کفر دشمنی پڑی ہوئی ہے۔

حضرتِ اقدس نے بھی انھیں جذبات کو اپنے سینہ میں موجزن پایا اور عملی طور پر ہر اس تحریک میں شرکت کی جو فرنگیوں کے خلاف ہو۔ خُدّام کعبہ سے لے کر خلافت اور جمعیۃ العلماء کی تمام سرگرمیوں میں حضرت اقدس شریک رہے۔ حضرت اقدس کے جذبۂ آزادی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ اور ان کے رفقاء خاص حضرت مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ رئیس الاحرار مولانا فضل الحسن حسرت موہانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید شاہ مصباح الحسن صاحب قبلہ مدظلہم زیب سجادہ صمدیہ انگریز کے خلاف ہر طریقہ کو صحیح سمجھتے تھے اور ان کے فدائی ہر خطرے سے بے پرواہ وہ سب کچھ کر گذرتے تھے جس سے انگریز کو نقصان پہنچے۔ برادرم اشفاق اللہ خاں مرحوم شاہ جہاں پوری قتیل کاکوری انھیں میں تھے۔

بزم صوفیہ کا تعلق کسی سیاسی سرگرمی سے محسوس نہیں ہوتا لیکن حضرت قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ حیات ہوتے تو بتاتے کہ انھوں نے اور حضرت اقدس نے بزم صوفیہ کی طرف سے صوبہ سرحد کا جو دورہ فرمایا تھا، اس کے مقاصد کیا صرف وہی تھے جو بزم کے نام سے سمجھ میں آتے ہیں، یا اس پردے میں کچھ اور بھی مقصود تھا۔

www.Qadri.info

نجد و حجاز کی آویزش میں سب سے پہلے حضرت اقدس نے ہی اعلان کیا کہ یہ حقیقت میں انگریزی حملہ ہے اوراس کے خلاف مسلمانانِ ہند کو اقدام کرنا چاہیے۔اس وقت بہت سے ساتھی بچھڑ گئے حتیٰ کہ مولانا محمد علی جوہر رحمتہ اللہ علیہ جیسا اسلامی جوش رکھنے والا بھی مخالف نظر آیا۔مگر جب نام نہاد موتمر اسلامی میں شرکت کے بعد یہ حقیقت ان پر روشن ہوئی کہ نجدی حملہ آوروں نے جو اعلان کیئے تھے وہ صرف فریب تھے تو ان کے جذبۂ ایمانی نے غلطی کے اعتراف میں تذبذب نہ کیا اور پوری شدّت سے نجدیوں کے خلاف اور حضرت اقدس کے ہمنوا نظر آئے۔

انگریزی حکومت نے دیسی ریاستوں پر دست درازی کرنی شروع کی تو انھیں انگریزوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے لاہور میں کل ہند کانفرنس ہوئی جس کی صدارت بھی حضرت اقدس نے فرمائی۔

مفتیٔ اعظم فلسطین سیّد امین الحسینی اطال اللہ بقاہٗ نے قدس میں عربی یونیورسٹی کے لئے امداد حاصل کرنے اور فلسطین کی آزادی کی جدوجہد سے واقف کرانے کے لئے جب ہندوستان کا دورہ کیا تو حضرت اقدس ان کے مترجم اور ہندوستانی سکریٹری رہے اور ان کے ساتھ تمام متحدہ ہند کا دورہ فرمایا۔

مسجد شہید گنج کی واپسی کے لئے جب عظیم پیمانہ پر احتجاجی جدوجہد کی گئی اور محدث علی پوری حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تنظیم فرمائی تو حضرت اقدس ان کے ساتھ رہے۔

انگریز نے فلسطین کی عرب اکثریت کا توازن خراب کرنے کے لئے ساری دُنیا سے لا کر یہودیوں کو ارضِ مقدس میں بسانا شروع کیا اور اس کے خلاف عربوں نے جدوجہد شروع کی تو حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے ہندوستان کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت اقدس نے فلسطین کا سفر فرمایا اور واپس آکر مولانا شوکت علی مرحوم کو تمام حالات سے آگاہ کیا تاکہ عربوں کی حمایت میں منظّم جدوجہد کی جائے۔

www.Qadri.info

انگریز کی حکمت عملی نے متحدہ محاذ پراگندہ کردیا اور علیحدہ علیحدہ جماعتیں اپنی اپنی قوم کی بھلائی کے لئے سرگرم عمل ہوئیں تب کچھ عرصہ تک حضرت اقدس نے مسلم کانفرنس میں بھی شرکت کی۔ غرض کہ عنفوان شباب سے مسلسل حضرت اقدس ہر اس تحریک میں شریک رہے جس کا تعلق کسی نہ کسی طور پر انگریز کی مخالفت سے ہو۔ مگر جب ہندوستان کا میدان سیاست عملاً آپس کے اختلاف کو وسیع کرنے کی جولانگاہ بن گیا تو حضرت اقدس اس سے بیزار ہوگئے اور ایک عمر سیاسیات میں صرف کرنے کے بعد کنارہ کشی اختیار کرلی۔

اسی زمانہ میں فرماں روائے مملکت آصفیہ نے حضرت اقدس کا انتخاب محکمۂ امور مذہبی کے صدر الصدور کی حیثیت سے کیا مگر مستقل کھدّر پوشی (جو آخر وقت تک قائم رہی اور رہے گی) اور سابقہ سیاسی زندگی انگریز کی نگاہ میں کھٹکتی تھی اس لئے فرمان کے باوجود وہ جگہ نہ مل سکی۔ بالآخر عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے مفتیٔ اعظم کے منصب پر مقرر ہوئے اور پولس ایکشن تک فائز رہے۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ اپنے گوناگوں سیاسی اور اعلیٰ مشاغل کے باوجود اپنے خاندانی معمولات کی ادائیگی کے شدت سے پابند تھے۔ فرائض تو خیر فرائض ہی ہیں غالباً مستحبات میں سے بھی بلا عذر کسی کے ترک کا امکان نہ تھا اور یہ کیفیت بیماری اور کمزوری کی حالت میں زندہ کرامت نظر آتی تھی۔ بیماری کی شدت ہے، قلب متأثر ہے، معالج حرکت کی بھی ممانعت کرتے ہیں اور ضعف بھی اتنا شدید ہے کہ بغیر سہارے کے نشست و برخاست میں تکلف ہوتا ہے۔ مگر ادھر نماز کا وقت آیا ادھر نہ معلوم کہاں سے ان میں قوت آگئی، پورے اہتمام کے ساتھ وضو فرمایا اور خُدّام کے اصرار کے ساتھ روکنے کے باوجود کھڑے ہوکر نماز ادا کی، جیسے کوئی تکلیف ہی نہیں۔

مدرسہ عالیہ قادریہ میں تشریف لانے، املی کے سایہ میں بانده کی کُھرّی چارپائی پر بیٹھنے اور ہر آنے جانے والے سے اس کی خواہش کے مطابق گفتگو کرنے کو بھی وہ اکابر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول سمجھتے تھے اور اس میں بھی کمی نہ آنے دیتے تھے۔ بہت زمانہ

سے کمزوری کی زیادتی کی وجہ سے یہ معمول ایک وقت صبح کا رہ گیا تھا مگر آخر زمانہ میں دونوں وقت تشریف لانے لگے تھے۔ ہر آنے جانے والے سے وہی مسکراتے ہوئے خیریت وحالات دریافت کرنا اور خاص طور پر چھوٹے بچوں سے ہنسنا ہنسانا ایسے ہی جاری تھا جیسے کوئی خاص بات نہیں ہے۔

مقامات مقدسہ کی حاضری بھی حضرت اقدس قدس سرہٗ کی امتیازی خصوصیت تھی۔ غالبًا اکابر سلسلہ کی یہاں حاضری حضور تاج الفحول قدس سرہٗ کے علاوہ حضرت اقدس کو ہی نصیب ہوئی۔ حج وزیارت سے دوبار مشرف ہوئے اور حضوری کے وہ مراتب میسر آئے جو کم ہی نصیب ہوتے ہیں۔ خانۂ کعبہ کے اندر کے غسل میں شرکت فرمائی۔ حضرت اقدس کی نسبت کے فیض سے خُدّام کو بھی یہ شرف حاصل ہوا۔ حرم نبوی میں رات رات بھر حضوری کی اجازت عطا ہوئی اور حضرت اقدس نے یہ نعمت بھی اپنے خُدّام میں تقسیم فرمائی۔ روضۂ مطہرہ کے اندر خلوت خاص میں باریاب رہے۔

قرب کا وہ مقام خاص حاصل ہوا کہ عاشق رسول محبوب کل بن گئے جس نے اس نورانی چہرہ پر ایک نظر ڈال لی گرویدہ ہوگیا۔ یہ خادم سفر وحضر میں ہمیشہ خدمت میں رہا ہے۔ بیان نہیں کرسکتا کہ محبوبیت کے کیسے کیسے کرشمے ہر آن پیش نظر رہتے تھے۔

سرکار قادریت سے نسبت کا کیا پوچھنا۔ حضور تاج الفحول قدس سرہٗ نے ان کی کفالت میں ہی دیدیا تھا۔

کفالت میں تری وہ سب سپرد حق تعالیٰ میں
ولی تو ہے خدا والی ہے یا محبوب سبحانی

اور پھر سرکار صاحب اقتدار نے انھیں ساتھ لے جاکر بطور خاص پیش کیا تھا۔ حضوری میں باریابی اسی وقت سے مل گئی تھی جس کی طرف مثنوی غوثیہ میں اشارہ ملتا ہے

تھے وہ بغداد معلیٰ میں مقیم | اور خدمت میں تھا یہ عبد اثیم
میں نے کچھ عرض کئے تھے احوال | ہوگا خُدّام گرامی کو خیال

یہ نسبت ایسی محکم تھی کہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

ہے ازل سے ترے بندوں میں شمول
غرض اس امر میں ہے طول فضول

اس جذب خاص نے آخر وہ صورت اختیار کرلی کہ کوئی آن صاحبِ بغداد کے ذکر اور اس دیار کے شوق سے خالی نہ رہی۔ حاضری معمولات میں داخل ہوئی، ادھر سے بھی نوازش کی بارش ہوگئی۔ خدمات و مناصب بخشے گئے۔ سب سے پہلے سرکارِ قادریت میں امامت و خطابت عطا ہوئی۔ ہائے کیسا سماں تھا، حضرت صاحبِ سجادہ نقیب الاشراف پیر سید محمود حسام الدین قدس سرہٗ نے فرمایا جمعہ کے خطبہ اور امامت کا تمہارے لئے حکم ہے۔ حضرت اقدس پاس ادب سے ممبر پر چڑھتے ہوئے رُکتے ہیں۔ ایک آدھ سیڑھی چڑھتے ہیں پھر رک جاتے ہیں اور پھر جیسے انھیں اور بلندی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ آخری سیڑھی سے نیچے رک جاتے ہیں جیسے کسی کے قدموں میں جگہ پالی ہے اور فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ بڑے علماء اور اہل زبان ششدر ہیں اور کیف کے عالم میں حضرت اقدس کی زبان سے فصاحت و بلاغت کا دریا امنڈا چلا آتا ہے۔

یہ منصب بلند صرف یہیں تک محدود نہیں رہتا جب حضرتِ اقدس شام و فلسطین کے لئے حضرت نقیب الاشراف سے اجازت لے کر روانہ ہوتے ہیں اور قدس پہنچتے ہیں تو مسجد اقصیٰ میں بھی یہی اصرار ہوتا ہے کہ جمعہ کا خطبہ اور امامت ایک ہندی نژاد قادری فقیر کے سپرد کیا جائے۔ حضرت سید امین الحسینی اطال اللہ بقاءٗ ''مولوی'' کا نام مسجد اقصی کے خطباء اور ائمہ میں شامل کرلیتے ہیں اور وہاں بھی حضرت اقدس یہ فرائض انجام دیتے ہیں۔

درگاہ قادری بدایوں کے در و دیوار کیف سے جھوم اُٹھے تھے جب سرکار صاحب اقتدار نے تصحیح فرمائی تھی اور خود فرمایا تھا ''مقتدر خاک نشین در غوث الاعظم'' وہ خاک نشینی خُدّام آستانہ عالیہ قادریہ کا طرۂ افتخار بن گئی اور دعاؤں میں اسے وسیلہ بنایا جانے لگا۔ مگر اس کا کمال حضرت اقدس قدس سرہٗ سے ہی ظاہر ہوا، جب حضرت نقیب الاشراف سے حضرت اقدس نے درخواست کی کہ مزار مطہر پر غلاف پیش کردیا جائے۔ تو نہ صرف اجازت ملی بلکہ مرحمت یہ ہوئی

کہ حکم ہوا کہ تم خود جالی کے اندر جا کر یہ خدمت انجام دو اور اس طرح خاک نشیں کے جانشین کو جاروب کش آرام گاہ غوث اعظم کا مرتبہ بخشا گیا اور یہ خدمت انھیں کو تفویض کر دی گئی کہ ہر سال حاضر ہو کر مزار مطہر پر غلاف پیش کریں اور جاروب کشی کی عزت حاصل کریں۔

حضرت اقدس کے حاضر بغداد معلّٰی ہونے کی کیفیت بھی عجیب ہوتی تھی، جیسے عید آ جائے۔ مسرّت کی لہر دوڑ جاتی ہر وقت پیرزادوں، علماء وفضلاء اور فقراء ودرویش کا اجتماع رہتا۔ اس وقت حضرت اقدس کی شان محبوبیت کا ایسا اظہار ہوتا کہ یہ خود بھی چھپانے کی کوشش کریں تو نہ چھپا سکیں۔ دن رات عجب کیف و سرمستی میں گزرتے۔ کوئی ادبی بحث کر رہا ہے، کوئی اوراد و وظائف کی اجازت طلب کر رہا ہے اور معرفت کے رموز و نکات سمجھ رہا ہے۔ کوئی سیاسیات پر تبادلہ خیال کر رہا ہے، کوئی قانون کا درس لے رہا ہے اور حضرت اقدس سب کی طرف متوجہ ہیں۔ ضعف و کمزوری کیا، بیماری کا بھی احساس نہ ہوتا۔ رات کے دو دو تین تین بجے تک مجلس میں رونق رہتی اور پھر تنہائی کے معمولات بھی ادا ہوتے رہتے۔

بغداد معلّٰی میں سالانہ مراسم ۱۷ ربیع الآخر کو ادا کئے جاتے تھے اور حضرت اقدس کے معمولات میں گیارہویں شامل تھی۔ دو دو دفعہ مراسم ادا کئے جاتے، گیارہویں کو ''مولوی'' کی طرف سے اور ستھرویں کو آستانہ کی طرف سے۔ مگر ''مولوی'' کی گیارہویں میں کچھ ایسی قبولیت محسوس ہوئی کہ خود حضرت نقیب الاشراف صاحب السجّادۃ القادریہ سیّدنا و مولانا پیر ابراہیم سیف الدین الکیلانی مدظلہم ودامت برکاتہم نے بھی اپنی طرف سے گیارہویں کو ہی تمام مراسم کی ادائیگی کے احکام دیدیئے۔

کردستان اپنی قادریت کے لئے مشہور ہے۔ وہاں کے قادری بزرگ شیخ جمیل مدظلہ، ایک بڑی جماعت کے ساتھ بغداد معلّٰی حاضر ہوئے اس وقت تک آستانہ کی طرف سے مراسم ۱۷ کو ہی ادا ہوتے تھے، مگر جب انھوں نے گیارہویں کے مراسم میں شرکت کی تو فوراً واپسی کا اعلان کر دیا۔ خُدّام نے پوچھا سترہ سے پہلے ہی واپسی کیسے ہوئی تو انھوں نے

وضاحت کی مراسم تو ادا ہو گئے اب سترہ تک کیوں ٹھہروں۔

تمام خُدّام گیارہویں کے انتظام میں منہمک تھے۔ حضرت اقدس حضرات نقباء (پیر زادوں) کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ جنرل فوزی الزعیم تشریف لائے اپنا خواب بیان کیا کہ سرکار قطبیت مآب تشریف لائے۔ مجھ سے ارشاد ہوا کہ "مولوی" کی طرف سے گیارہویں ہے، اس میں شرکت کرو اور ہماری طرف سے انھیں سلام پہنچاؤ۔ حاضرین پر ایک کیف چھا گیا، ایک موروثی خادم کا یہ اعزاز کہ خود آقاؤ مولا سلام بھیجے۔ پھر جنرل فوزی الزعیم نے حضرت اقدس سے درخواست کی کہ میں نے امانت پہنچادی، اب آپ مجھے اپنے سلسلہ میں داخل کیجیے اور حضرت اقدس نے انھیں حضور اچھے صاحب کے سلسلہ میں داخل کرلیا۔

حضرت اقدس کی نسبت عشق ومحبوبیت کا احساس یوں تو خدّام کو علیٰ قدر بصیرت ہر جگہ ہوتا رہتا تھا، مگر یہ کیفیتیں جتنی شدّت سے آستانۂ عالیہ سرکار قادریت کی حاضری کے وقت مشاہدہ میں آتیں اس کی گواہی سیکڑوں بلکہ ہزاروں دے سکتے ہیں۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے سلوک کی نمایاں خصوصیات نفع رسانی اور ہر ایک کے ساتھ یگانگت کا برتاؤ تھیں۔ خدام میں وہ کون ہے جو یہ یقین نہ رکھتا ہو کہ وہ بہت ہی عزیز ہے اور خصوصی توجہات کا مرکز حافظہ اتنا قوی تھا کہ کوئی خادم خواہ برسوں بعد حاضر ہو حضرت اقدس اسے پہچان لیتے اور اس کی اس کے متعلقین کی اور تمام عزیزوں کی خیریت اس طرح دریافت فرماتے جیسے ان سے ہر وقت کی ملاقات ہے۔ فیوض وبرکات کی یہ فراوانی تھی کہ جس نے جو کچھ چاہا اسے کبھی محرومی سے واسطہ نہ ہوا۔ اگر صرف اسی موضوع پر تفصیلی طور پر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بھی شاید ناکافی ہو۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے مریدین کا شمار نہیں۔ ہندوپاک کے علاوہ ممالک اسلامی میں بھی حضرت اقدس کے دست گرفتہ موجود ہیں۔ خلافت بھی حضرت اقدس مدظلہ نے عطا فرمائی ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحمید شیخ سالم القادری دامت برکاتہم زیب سجادہ عالیہ قادریہ کو حضور اچھے صاحب کے تمام سلاسل میں مجاز بیعت فرمایا ہے۔ تمام معمولات کی

اجازت عطا ہوئی ہے اور جانشین فرمایا ہے اور صاحبزادہ مولوی عہد الہادی محمد القادری مجدہم اللہ تعالیٰ کو بھی تمام سلاسل میں خلافت اور معمولات کی اجازت بخشی ہے۔

برادرم محترم جناب صوفی شفیق احمد قادری صاحب زید مجدہم کو سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلۂ چشتیہ نظامیہ دونوں میں مجاز بیعت فرمایا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں برادر محترم مولانا عبدالفتاح جیلانی سید فخر الحسن قادری صاحب برادرم جناب مولانا احمد خیر الدین قادری صاحب، برادرم محترم جناب صوفی عین الدین صاحب قادری میرٹھی، برادرم محترم جناب صوفی سید علی احمد صاحب قادری، برادرم مولانا خواجہ غلام نظام الدین صاحب قادری، برادرم جناب مولانا مفتی عزیز احمد صاحب قادری، برادرم صوفی میاں جان صاحب قادری، برادرم الحاج حکیم محمد معظم علی خاں صاحب قادری، برادرم جناب ملا عبدالصمد مقتدری، برادرم صوفی حیات خاں صاحب اور عزیزی محمد میاں ہنمکنڈہ ورنگل مجدھم اللہ تعالیٰ کو خلافت عطا ہوئی ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالمجید محمد مظہر حق اقبال القادری مجدہم اللہ تعالیٰ کو سرکار قادریت سے براہ راست بھی انتساب ہے۔ سیّدنا و مولانا پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی مدظلہم العالی نقیب الاشراف و صاحب سجّادہ عالیہ قادریہ بغداد معلیٰ نے خرقۂ خلافت عطا فرمائی ہے۔ پیر سیّد طاہر الگیلانی مدظلہم نے بھی خلافت عطا کی ہے اور پاکستان میں نائب مقرر کیا ہے۔ سیّدنا پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی مدظلہم العالی نے صاحبزادہ محمد القادری کو بھی خرقۂ سے نوازا ہے۔

آہ کہ یہ آفتاب رشد و ہدایت ۳؍شوال المکرّم روز پنجشنبہ چار ساعت سہ پہر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ شوق بغداد نے ضبط کا دامن چھوڑ دیا اور حضرت اقدس اپنے محبوبوں سے جا ملے۔ قدست اسراہم النورانیہ۔

وصال کی کیفیات اور ظہور تجلیات کا عالم صاحبزادگان گرامی حضرت مولانا شاہ حافظ عبدالحمید شیخ سالم القادری زیب سجادۂ عالیہ قادریہ اور عبدالہادی محمد القادری ہی بیان کرسکتے

www.Qadri.info

ہیں کہ یہ سب سے زیادہ قریب تھے۔ ہم خدّام تو اس کی گواہی دے سکتے ہیں کہ ایسا نورانی اور متبسم چہرہ دیکھنے کو نہیں مل سکتا۔ خود حضرت اقدس کے چہرہ پر حیات ظاہری میں وہ کیفیت نہیں دیکھی گئی جو بعد وصال ظاہر ہوئی۔ اس پیکر خاکی کو جس سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں ۴رشوال روز جمعہ ۵رساعت شام درگاہ قادری میں سرکار صاحب اقتدار مرشد برحق سے متصل آسودہ کر دیا گیا۔

اللہ ہمیں ان کی برکات سے محروم نہ فرمائے اور زیب سجّادہ شیخ سالم القادری دامت برکاتہم کو وہی مراتب علیا ملیں جو پشتوں سے اس خاندان عالی کا حصہ ہیں۔ اللھم آمین۔ **و صلی اللہ علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و صحبہ و وارث حالہ محی الدین و اولیاء امتہ و محبہ و مطیعہ و عاشقہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔**

خادم آستانہ مدرسہ عالیہ قادریہ
محمد عبدالرحیم قادری ''طاؤس الملائکہ''[۱]

درگاہ بیکس پناہ، مارہرہ شریف — یوم جمعہ ۴رشوال ۱۳۷۹ھ (۶رجون ۱۹۶۰ء)

برادرم دعائیں۔

آہ آج جمعہ کو ۱۰ربجے تم عزیز کا تار ملا۔ پڑھ کر کلیجہ ہل گیا، بلکہ یوں کہو کہ دُنیائے سنت میں ایک کہرام مچ گیا ہوگا۔ مفتیٔ اعظم بدایوں کی ہستی قابل فخر ہستی تھی مسلمانوں کو ان پر جتنا بھی ناز ہوتا کم تھا۔ وہ زمانہ کے لئے جو کچھ بھی ہوں مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ خاندان برکات کا بھی چشم و چراغ تھے۔ ہمارا اور ان کا چولی دامن کا ساتھ تھا اور انشاء اللہ حشر میں بھی رہے گا۔ مولیٰ عزوجل مولنا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور بتوسل حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم روز حشر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شامل فرمائے اور تم عزیز

۱۔ بغداد معلیٰ میں پیرزادوں خصوصاً صاحبزادہ عبدالقادر گیلانی صاحب سجّادہ کے پوتے کی طرف سے یہ خطاب ہوا۔ (۱۲)

www.Qadri.info

کو اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس دعا گو کا اُلٹا پیر تقریباً بیس یوم سے پک گیا ہے نماز کی ٹھیک پک گئی ہے جس کی وجہ سے چلا پھرا نہیں جاتا۔

انشاءاللہ چہلم پر ضرور شرکت کروں گا فقط

دعا گو احقر

اولاد نبی چھمّا میاں قادری نوری

خواجہ صاحب سے بعد سلام علیک کہیے کہ یہ دعا گو آپ سب کے اس غم عظیم میں برابر کا شریک ہے۔

۷۸۶
۹۲

مکرم برادران مولانا سالم میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پس از سلام مسنون، حضرت مولانا صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خبر وفات اخبار سیاست میں دیکھی۔ اس خبر کا میرے اوپر کیا اثر پڑا اسے اس تعلق سے سمجھ لیجئے کہ تیسرا سال ہے حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ شدّت سردی اور دوران علالت میں میری استدعا پر پھپھوند تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر جمیل مرحمت فرمائے اپنی والدہ کو بھی میری طرف سے بعد سلام تعزیت فرمائیں۔ افسوس یہ ہے کہ قبل اخبارات یہ خبر معلوم ہی نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت کا صحیح جانشین بنائے، آمین۔

والسلام

سید مصباح الحسن از پھپھوند

۱۱ر شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ روز جمعہ

فرنگی محل

یکم اپریل ۱۹۶۰ء

و فقکم اللہ صبرا جمیلا و سلمکم

ابھی حضرت کے وصال سراپا ملال کی دردناک خبر ملی اور اپنی بڑی بدنصیبی اور محرومی کا احساس کرکے دل رونے لگا، ہم لوگوں سے آں مرحوم کے جو خصوصیات آبائی اور تعلقات ذاتی تھے اس نے اس سانحہ کو گھریلو سانحہ بنادیا ہے لیکن ملّت اسلامیہ ہندیہ کے لئے بھی یہ فاجعہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔

میں آپ سب کے لئے دعائے صبر جمیل کررہا ہوں اور یہ بھی دعا کررہا ہوں کہ آبائے کرام کی خصوصیات اور عظمتیں آپ بھائیوں سے زندہ رہیں اور آپ حضرت کے صحیح جانشین ثابت ہوں۔ برادر عزیز خواجہ غلام نظام الدین کو بوحدت مضمون دعا اللھم لا تحی منا اجرہ و لا تضلنا بعدہٗ و اغفرلہ۔

والسلام

فقیر محمد صبغت اللہ شہید

۷۸۶
۹۲

بنگلہ A ۱۴۰ | ۲۵ رشوال المکرّم
Kalina, P.O. Santacruz
Bombay No. 25 | ۱۳۷۹ھ شنبہ

عزیز محترم اعز و اکرم سلمکم اللہ تعالیٰ وعافاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار انقلاب کے امروزہ پرچہ میں پڑھا، صدمۂ عظیم سے دوچار ہوا۔ اس حقیر فقیر سے حضرت مغفور کے ذاتی تعلقات اور خاندانی روابط ایسے گوناگوں تھے کہ فقیر کو ان کی وفات نے غم واندوہ کے گہرے جذبات میں ڈبودیا، افسوس خانوادۂ قادریہ برکاتیہ مجیدیہ کا

مہر درخشاں غروب ہو گیا "موت العالم موت العالم" کے مصداق ان کی موت نے عالم سنیت میں جو خلاء بنایا، توقع نہیں کہ وہ ہماری زندگی میں پُر ہو سکے۔ انا للہ تعالیٰ و انا الیہ راجعون میں نے ابھی فاتحہ مسنونہ کے بعد حضرت مولٰنا عاشق الرسول قادری برکاتی مجیدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے مولیٰ عز وجل کی بارگاہ میں دعاء مغفرت ورحمت عرض کی ہے، مولیٰ عز وجل ان کو ان کے آباء کرام و مشائخ عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کے جوار رحمت میں اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر جمیل واجر جزیل کی توفیق دے آمین۔

فقیر کی جانب سے حضرت مولانا عبدالہادی صاحب قادری اور عزیزی اقبال میاں نیز حضرت کے سارے اہل بیت اور تمام ولد و عشیرت کی خدمت میں تعزیت مسنونہ معروض ہے، فقیر آپ کا علی التساوی شریک غم ہے۔

حضرت والا کے کسی قریبی فاتحے میں فقیر کی جانب سے ایک کلام پاک کی تلاوت اور سات دلائل الخیرات شریف کا ثواب شامل کیجئے والسلام مع التبجیل والاکرام

قدیمی دعا گو فقیر برکاتی ابوالحسنین آل مصطفیٰ قادری مارہروی

خادم آستانۂ عالیہ مارہرہ شریف خطیب مسجد کھڑک ۴۴، بمبئی-۹۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومسلماً و حامداً و مصلیاً

از درگاہ شریف

قادری چمن، حیدر آباد دکن ۱۴؍شوال المکرم ۱۳۷۹ھ

عزیزم ہادی میاں صاحب قادری اعظم اللہ تعالیٰ اجرکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

موت العالم ثلمۃ فی الدین۔ آہ ثم آہ حضرت اخی محترم عاشقِ سردار رسل وسرتاج اولیاء کے انتقال پُر ملال کی خبر نے ہم سب کو سخت محزون ومتاثر کیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

www.Qadri.info

حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو مقام اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے اور حضرت مرحوم کے آپ صاحبزادوں اور متعلقین کو صبر جمیل کی نعمت سے مالامال فرمائے۔

شریک غم

سید محمد باشاحسنی

مولانا عبدالقدیر بدایونی کا سانحۂ ارتحال

مولانا بادشاہ حسینی صاحب کا اظہار تعزیت (اخبار رہنمائے دکن مورخہ ۳ / اپریل ۱۹۶۰ء)

حیدرآباد ۲ / اپریل مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب قادری نے مولانا مفتی محمد عبد القدیر صاحب قادری بدایونی کے انتقال پُر ملال کی خبر سن کر اپنے گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا عبدالقدیر ہندوستان کے مشاہیر علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کا تعلق ایک بڑے علمی خاندان بدایوں سے تھا۔ آپ حضرت مولانا فضل رسول صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے نبیرہ اور حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالمقتدر صاحب عاشق رسول کے برادر خورد تھے۔ آپ نہ صرف ایک عالم دین تھے بلکہ ایک عارف باللہ و عاشق رسول تھے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے ایک والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ (دکن نیوز)

قادری چمن میں جلسہ ایصال ثواب

حیدرآباد ۲ / اپریل۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقدیر صاحب بدایونیؒ کے ایصال ثواب کے لئے ۳ / اپریل کی صبح (۹ تا ۱۰) ساعت درگاہ شریف قادری چمن میں ختم کلام پاک مقرر ہے (دکن نیوز)

www.Qadri.info

۷۸۶

بڑا گاؤں، بارہ بنکی

۲راپریل ۱۹۶۰ء

محترم مکرم زید کرمھم

تسلیم۔ میں آج کل بانسہ شریف کے عرس کی وجہ سے مکان آیا ہوں، ابھی خبر انتقال حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اخبار سے معلوم ہو کر از حد صدمہ ہوا۔ مرحوم کی جو شفقت اور محبت تھی وہ ہمیشہ یاد رہے گی اور ان کے تعلقات فرنگی محل سے عزیزوں سے زائد تھے۔ علالت کا سلسلہ مُدّت سے تھا ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر دے میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمایئے۔ محترمی جناب مولانا خواجہ نظام الدین صاحب بوحدت مضمون تسلیم عرض ہے۔

محمد الطاف الرحمٰن

۷۸۶
۹۲

آج بتاریخ ۶راپریل ۱۹۶۰ء اخبارات سے عاشق رسول حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال قصبہ پھپھوند میں معلوم ہوتے ہی آستانہ عالیہ صمدیہ پر جلسۂ تعزیت منعقد ہوا۔ مرحوم چونکہ صاحب آستانہ کے استاذ زادے تھے اس لئے حاضرین پر حزن وملال کے خاص آثار نمایاں تھے بعد قرآن خوانی وایصال ثواب ودعائے مغفرت مندرجہ ذیل تجویز بصدارت اعلیٰ حضرت مولانا حاجی سیّد مصباح الحسن صاحب زیب سجّادۂ آستانۂ عالیہ صمدیہ حاضرین جلسہ نے بخلوص قلب پاس کی۔

تجویز:۔ مسلمانان قصبہ پھپھوند کا یہ جلسۂ عام عاشق رسول حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر اپنے دلی افسوس کا اظہار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مولانا کی وفات سے علمائے اہل سنت میں ایک بڑی جگہ خالی ہوگئی۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان ومریدین ومعتقدین کو صبر

www.Qadri.info

جمیل عطا فرمائے، آمین۔

والسلام
سید محمد اکبر
از پھپھوند آستانۂ عالیہ صمدیہ جامع مسجد
۷/اپریل ۱۹۶۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد عبدالحامد القادری المعینی البدایونی
نمبر ۲۱۴، پیرالٰہی بخش کالونی کراچی
۴/شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ

اعز واکرم محمد میاں صاحب قادری واقبال میاں وسالم میاں سلمھم
بارک اللہ علیکم

آہ دوپہر کو قبل جمعہ یہ المناک اطلاع ملی کہ خاندان مجیدی کا آخری بزرگ، محترم فرد، روحانی و علمی تمام خصوصیات کا حامل اور اکابر خاندان کی یادگار تھا جس کے اخلاق عمیمہ تادیر لوگوں کو یاد رہیں گے آپ اور ہم سے جدا ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اہل سنت اور قادری برادری کے لئے یہ حادثہ جانکاہ ایسا المناک ہے جس کا تذکرہ برسوں رہے گا۔ تم سب پر غم والم کے جو تأثرات ہوں گے ان کا احساس یہاں بیٹھے ہوئے ہو رہا ہے۔

آہ گردشِ ایّام اور تغیرات احوال نے ایک دوسرے سے اس قدر بعید کر دیا کہ موت وغم کے مواقع پر شرکت نہیں ہو سکتی۔ جس قادری مرکز سے جدائی گوارہ نہ تھی اور جس سرزمین شریفہ کو موت کے لئے تجویز کیا کرتے تھے وہ جگہ خوش نصیب حضرات کے حصہ میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت چچی صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں ہم سب کی طرف سے تعزیت کر دینا۔ اقبال میاں کل ایسے گھبرائے ہوئے گئے کہ میرے یہاں بھی اطلاع نہ کرائی۔

www.Qadri.info

میرے یہاں تو آج حاجی صدیق قادری نے فون کر دیا تو اسی وقت قبل جمعہ اقبال میاں کے یہاں بیوی کو لے کر پہنچا اب کل فاتحہ میں شریک ہونگا۔

خدائے قادر و قیوم آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرات اجداد کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلائے۔

الموت باب و کل الناس یدخلہٗ

یالیت شعری بعد الباب ما الدار

عابد میاں- زاہد سلمہ بیگم سجاد میاں اور دوسرے اہالیان خاندان سب کے سب متأسف ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جس قدر برادران سلسلہ طریقت ہیں ان سب کو میری طرف سے تعزیت۔

بھائی خواجہ نظام صاحب کو بھی تعزیت کر دیں۔

یہاں کے تمام اخبارات و ریڈیو میں اطلاعات شائع کرا دیں۔

کل میرے یہاں جلسۂ تعزیت ہے۔

فقیر محمد عبد الحامد القادری البدایونی

موت العالم موت العالم

آہ مولانا محمد عبد القدیر بدایونی قدس سرہٗ النورانی

کل من علیہا فان ○ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام

حضرت مولانائے محترم کے سانحۂ ارتحال کی خبر ''سیاست کانپور'' اور ''الجمعیۃ دہلی'' مورخہ ۶/اپریل ۱۹۶۰ء کے ذریعہ ہم ساکنان شاہجہاں پور کو معلوم ہوئی۔ اس حادثۂ جانکاہ سے دل نڈھال ہو گئے۔ ۸/اپریل ۱۹۶۰ء بروز جمعہ جامع عزیزیہ میں تعزیت کا رزولیشن بہ تحریک قاری محمد بشیر الدین پنڈت ایم .اے. متفقہ طور سے پاس کیا گیا اور ۱۰/اپریل ۱۹۶۰ء بغرض ایصال ثواب قرآن خوانی کے لئے مقرر کی گئی۔ چنانچہ بعد نماز فجر مخلصین و معتقدین

www.Qadri.info

نے مجتمع ہو کر مدرسہ بحر العلوم میں فاتحہ خوانی کی رسم ادا کی اور حضرت مولانائے محترم کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا۔ مولانا نور احمد صاحب پیش امام جامع مسجد (جامعہ عزیزیہ) اور مولانا مجتبٰی حسن خاں صاحب مدرس مدرسہ بحر العلوم نے حضرت مولانائے مرحوم کے اخلاق حسنہ اور صداقت وحق گوئی کے بعض کارناموں پر روشنی ڈالی، اس کے بعد حضرت مولانا الحاج حبیب الزماں خاں صاحب خلف رشید حضرت مولانا مسیح الزماں خاں صاحب استاد نظام دکن میر محبوب علی خاں نے حضرت مولانا محمد عبدالقدیر کے اُن کارناموں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا جو انھوں نے بحیثیت مفتیٔ اعظم مملکت حیدر آباد دکن سرانجام دیئے۔ شرکائے مجلس نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ جنت آشیانی حضرت مولانائے بدایونیؒ کے سجادہ نشین حضرت سالم میاں اور ان کے برادران گرامی حضرت مولانا عبد الہادی میاں و اقبال میاں کی خدمت میں تعزیتی تجویز پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اُن سے درخواست کی جائے کہ وہ عدالت العالیہ حیدر آباد دکن سے اُن فتاویٰ کی نقول لے کر جو مولانائے مرحوم نے وقتاً فوقتاً صادر فرمائے، شائع کرا دیں، یقیناً بہت بڑی دینی خدمت ہوگی۔

تعزیت کے رزولیشن کو پیش کرتے ہوئے قاری صاحب نے حامیٔ ملّت حضرت مولانا الحاج شاہ عاشق الرسول محمد عبدالقدیر بدایونی کی چند مجاہدانہ قومی و وطنی سرگرمیوں کو تفصیل کے ساتھ بتایا انھوں نے ثابت کیا کہ حضرت مولانائے مرحوم ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے لارڈ ریڈنگ جیسے جابر وائسرائے کے دور حکومت میں جب کہ دوسرے رہنمایانِ ملّت خاموشی کو مرجح سمجھتے تھے حضرت مولانائے مرحوم مغفور نے آگے بڑھ کر بریڈلا ہال لاہور میں نظام کانفرنس منعقد کر کے اپنا تاریخی خطبۂ صدارت پڑھا اور حق گوئی کی بے مثال نظیر پیش کی یہی نہیں بلکہ انقلابی جماعت کی سرپرستی فرمائی جس کے لیڈر اس وقت رام پرشاد بسمؔل اور اشفاق اللہ خاں شاہجہاں پوری وغیرہم تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شہیدان کاکوری میں جوش عمل کی روح پیدا کرنا حضرت مولانائے مرحوم کا کام تھا تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ افسوس ہے کہ آج جبکہ آزادی سے ہمکنار ہیں

www.Qadri.info

بعض کم فہم ٹوڈی قسم کے حضرات ان شہیدان وطن کو غلط القاب سے یاد کرتے ہیں۔

آخر میں قاری صاحب نے دعاء مانگتے ہوئے خدائے قدوس سے صبر وسکون کی توفیق طلب کی کہ وہ ساکنان شاہجہاں پور کو صبر وسکون عطا فرمائے اور مولانائے مرحوم کے متعلقین و پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے نیز حضرت مولانا الحاج محمد عبدالقدیر کو جنت عالیہ میں جگہ دے۔ آمین۔

مرسلہ:-

محمد استخار الدین یعقوب ادیب کامل وشارد

محلّہ بہادر گنج شاہجہاں پور

27, Nehru Nagar
Secunderabad
20-4-1960

ڈیر ہادی صاحب۔ آپ کا خط ملا پڑھ کر بڑا ہی افسوس ہوا کہ آپ کے والد کا انتقال اچانک ہوگیا۔ آپ کے سر پر سے ان کا سایہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔ ان کا وجود آپ کے لئے باعث تسکین اور اطمینان تھا اور ان کی محبت آپ کے لئے ایک نعمت تھی۔ ان کا ایمان ان کے آخری وقت کام آیا ایک عبرت کا مقام ہے۔ خدا کی مرضی یہی تھی کہ وہ آپ سب سے جدا ہوں۔ ایسے اچھے اور نیک بزرگ آج کل کی دنیا سے غائب ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ میری دعا یہی ہے کہ خدا آپ کے والد مرحوم کو اپنی پناہ میں لے اور آپ سب کو صبر دے، فقط

ڈاکٹر ایشور ناتھ ٹوپا

(ریٹائرڈ پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی)

لالہ بازار، الموڑہ ۳/اپریل ۱۹۶۰ء

مخدومی ومطاعی برادر محترم زادمراتبہ وفیضانہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ تار بروز جمعہ دس بجے ملا۔ میرے لئے قیامت پیش کرگیا، دماغ ماؤف ہوگیا۔ جب میرا یہ حال ہوا ہے تو آپ حضرات پر کیا گذری ہوگی کیونکہ حضرت اقدس قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی رخصت کا منظر پیش نظر تھا جمعہ پڑھانے سے مجبور ہوا اور عزیز جاں اصغر علی سلّمہٗ کو امامت پر مامور کیا بعد جمعہ بغرض ایصال فاتحہ خوانی کرائی رب تبارک تعالیٰ ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت کے فیوض وبرکات روحانی مستفیض سے فرمائے آمین۔ آخر عشرہ رمضان عجیب بے کیفی اور علالت میں گزرا جس کے اثرات ہنوز باقی ہیں انشاء اللہ بموقعہ چہلم ضرور بالضرور حاضر ہوکر قدم بوسی کا شرف حاصل کروں گا۔

اس مسئلہ میں کسی قسم کا مشورہ آپ حضرات کو پیش کرنا اور صبر کی صلاح دینا چراغ کو روشنی دکھانا ہے رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

غلام آستانہ عالیہ فقیر شفیق قادری عفی عنہ

۷۸۶
۹۲

۱۱/شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ

روز جمعہ

بقیۃ السلف والصالحین محب دلی عزیز قلبی زیدت معالیکم و کثر اللہ امثالکم السلام علیکم۔ حضرت محترم کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع اخبار میں دیکھ کر بیحد رنج و ملال ہوا۔ اللہ پاک آں محترم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کو و دیگر پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت معز کے مکارم اخلاق واشفاق کا جب خیال آتا ہے تو بس دل ہی بیٹھ جاتا ہے۔ خاص کر مجھ ناچیز سے حضرت محترم کا جو تعلق خاطر تھا وہ تو بس

www.Qadri.info

دل من داند و من دانم و داند دل من

کا مصداق ہے۔

ایسے ذی مکارم افراد کی موت تنہا ان کی موت نہیں بلکہ عالم کی موت ہے جیسا کہ ارشاد قدس مآب علیہ وسلم صلی اللہ ہے۔ خاص کر ایسے قحط الرجال زمانہ میں مگر اللہ پاک کا شکر ہے کہ انھوں نے ایک نہیں بلکہ آپ جیسے اپنے تین ایسے بدل چھوڑے ہیں کہ جن سے ان کی یاد دلوں سے نہیں مٹ سکتی۔

عبد فقیر کی جانب سے بعد سلام اقبال میاں و سالم میاں سلمہم کی خدمات میں تعزیت ادا فرمائے تو موجب شکر ہوگا زیادہ و السلام و ھو خیر الختام السلام۔

ناچیز
سید فرید پاشا قادری جیلانی
از حیدر آباد حکومت اندھرا پردیش
درگاہ شریف واقع (کسن باغ)

از درگاہ محبوب الٰہیؒ طاق بزرگ 17/4/1960
نئی دہلی-۱۳

عزیز القدر صاحبزادہ مولوی عبدالحمید سالم میاں سجادہ نشین سلّمہٗ السّلام علیکم۔ بعد دعائے خیر واضح ہو کہ مجھے ابھی حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کے خط سے حضرت قبلہ مفتی صاحب کے انتقال کا علم ہوا۔ بے حد افسوس ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو معرفت کے معراجی مدارج عطا فرمائے۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے حامل تھے اور درگاہ شریف جب بھی آیا کرتے میری معرفت زیارت کیا کرتے تھے۔ اُمّید ہے کہ آپ بھی اس روایت کو قائم رکھیں گے۔ میری طبیعت ناساز ہے ورنہ میں خود فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتا۔ اپنی خیریت اور کار لائقہ سے یاد فرماتے رہیں۔ اعزّاء سے اظہار تعزیت فرمائیں۔ آستانہ پر مغفرت کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

سید ضامن نظامی

عزیزم مکرم سالم میاں سلّمہٗ

حضرت قبلہ مفتی صاحب کے وصال کا علم ہو کر حد درجہ صدمہ ہے۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور کار لائقہ و خدمات متعلقہ کا تمنائی ہوں۔ طیب صاحب ہاشمی کی خدمت میں سلام اور اظہار تعزیت

خادم خواجہ ناظر سجادہ نشین بارگاہ معلّیٰ حضرت خواجہ خانون صاحب شاہ ولایت، گوالیار۔

از نبی خانہ پتھر گھٹی ۴ر شوال روز جمعہ

صاحبزادہ صاحب سالم میاں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا تار آج ۹ بجے صبح موصول ہوا، دل پر جو صدمہ گذرا وہ قابل بیان نہیں۔

بہر حال قدس سرہٗ کو غریق رحمت کرے اور پیرانی ماں صاحبہ قبلہ اور آپ سب کو صبر جمیل عطا ہو۔ اقبال میاں کراچی کا پتہ بوقت فرصت تحریر فرمادیں تو آپ کو بھی پرچہ گذراں سکون حاضر الوقت احتشام میاں عزیز القادری اور سب بچے سدن میاں حیرت صاحب اور بدایوں کے اکثر حضرات ختم شریف پر شریک اور آپ سب کو سلام اور قدس سرہٗ کو دعاء مغفرت رساں ہیں۔

احمد خیر الدین قادری

محبّ عالم فاد خلی جنتی (۱۳۷۹ھ)

Quadri Steel Works
Karachi-30
1st April 1960

قبلہ سالم میاں، محمد میاں اور اقبال میاں صاحب السلام علیکم

آج صبح ۱۱ بجے سالم میاں کے بھیجے ہوئے تار سے قبلہ حضرت صاحب کی اچانک

وفات کی خبر ملی۔ اس وقت اس خبر سے میرے اور میرے متعلقین کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ آپ لوگوں کو جو صدمہ پہنچا ہے اس میں ہم سب بھی برابر کے شریک ہیں۔ خداوند تعالیٰ سے یہ ہی دعا ہے کہ وہ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور کل متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم لوگوں کی تو ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ خدا حضرت صاحب کا سایہ ہمیشہ ہمیشہ ہم لوگوں پر قائم رکھتا لیکن حکم ربی۔ آپ جملہ متعلقین کو بھی صبر کرنا چاہیے۔ خدا کی ایسی ہی مرضی تھی۔ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آج حسب ذیل مضمون کا تار بھی آپ کو بھیجا گیا ہے۔ اُمید ہے مل گیا ہوگا۔ تار کی نقل بھی اس خط کے ہمراہ ہے۔

رنجیدہ تار ملا۔ قادری سلسلہ عالیہ کی آخری نشانی کا رحلت فرمانا میرے لئے ہی نہیں اہل عقیدت دُنیا کے لئے صدمہ عظیم ہے امر ربی۔ صبر کرو۔

محمد صدیق

حضرت صاحب کی اس وفات کے سلسلہ میں حسب ذیل پروگرام درج ہے:-

۲/اپریل ۱۹۶۰ء عصر و مغرب کے درمیان ختم قرآن شریف اور زیارت کی محفل بمقام پیر الٰہی بخش کالونی برمکان حضرت اقبال میاں صاحب۔

۳/اپریل ۱۹۶۰ء- صبح ساڑھے نو تا ساڑھے دس، بمقام مسجد اقصیٰ صدر قرآن خوانی و زیارت
مولوی عبدالحامد صاحب بدایونی بھی ایک تقریر حضرت صاحب کی وفات پر کرینگے۔
منجانب ناچیز و حاجی ولی محمد یوسف صاحب۔

۳/اپریل ۱۹۶۰ء بوقت ۱۱ بجے دوپہر غریب خانہ قادری (صدر پر)
قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی، یتیم بچوں کا اجتماع اور تناول۔

ناچیز محمد صدیق عبدالستار قادری (1-4-1960)

۷۸۶

هو القدیر

11-4-1960

مکرم و محترمی حضرت جناب سالم میاں صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین و خلیفہ حضرت مولانا محمد عبدالقدیر قادری رحمتہ اللہ علیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارے پیر و مرشد اور آپ کے والد بزرگوار کے وصال کی اطلاع باعثِ رنج وملال ہوئی۔ بہت بڑا صدمہ ہے جہاں تک علوم ظاہری کا تعلق ہیں وہاں تک اب ان کی جگہ خالی محسوس کرتے ہیں لیکن طریقت و معرفت کے دائرے میں حضرت صاحب کا وجود ہم لوگوں کے لئے اب بھی باقی ہے اور یہی امر صبر دلاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے روحانی فیوض آپ پر بدرجۂ اتم اور ہم سبھوں پر درجہ بدرجہ جاری اور ساری رکھے ایسی دلی دعا ہے گھر کے تمام لوگوں کو صبر کی تلقین کیجئے اور ہم سب کے لئے صبر کی دعا فرمائیے۔

اخلاص قدم بوسی اور سلام مسنون عرض کرتا ہے۔

نیازمندان

حاجی یوسف دادا، حاجی طاہر محمد جمال قادری ٹن فیکٹری والے عبدالکریم یوسف والی، الحاج محمد عبداللہ، محمد یحییٰ حاجی یوسف، عبدالمجید حاجی یوسف، محمد حاجی یوسف ودیگر محبین و مریدین عبدالکریم ولد محمد یوسف کی طرف سے خدمت اقدس میں سلام علیک۔ عبدالمجید کی طرف سے خدمت اقدس میں سلام علیک۔

اعلانات و مراسلات

پیام تعزیت

(از نبیرۂ غوث اعظم سید شاہ غلام مصطفےٰ حضرت القادری البغدادی) امیر امارت شرعیہ

آہ! کس زبان سے کہوں کیسے لکھوں! کہ مشرق و مغرب ہند کا آفتاب رشد وہدایت جو اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ اُفق بدایوں سے طلوع ہوا، اُبھرا، بلند ہوا اور اپنی شوخ فگنیوں

سے ہند کو متحد کرتا رہا۔ آج اچانک اپنی جلوہ ریزیوں کے ساتھ بدایوں کے مزار انور میں غروب ہو گیا یعنی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مفتیٔ اعظم حضرت مولانا شاہ محمد عبدالقدیر قادری بدایونی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ بدایوں شریف قدس سرہٗ القادر بھی وصال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شب ہی کی بات تھی کہ بغداد معلیٰ میں ملاقات ہوئی اور صبح ہی کو عزیزی ڈاکٹر محمد علیم الدین صاحب قادری کا فون آیا۔ روتے ہوئے خبر وصال حق سنایا بعد ہی جناب حاجی تنویر احمد قادری کا بھی فون آیا۔ آنکھیں اشک بار ہیں دل بے قرار، یہاں تک کہ دربار قادریہ کے بچے بچے غمگین، فقیر قادری میں ابھی اتنی سکت نہیں کہ آپکے فضل وکمال پر کوئی بسیط مضمون لکھے ہاں یہ چند سطریں بہر تسلی خاطر صاحبزادگان ووابستگان حضرت سپرد قلم کیا کہ فقیر کو آپ سا عاشق زار حضور محبوب پروردگار علی نبینا علیہ السلام نظر نہیں آیا، آپکی وارفتگی کا عالم اہل نظر پر مخفی نہیں۔ آپ آسمان علم وفضل کے خورشید درخشاں تھے۔ آپ نے جیسے چمنستان روحانیت کو تازگی بخشی ویسے ہی علم کے سبزہ زاروں میں شگفتگی عنایت کی۔ صرف یہ نہیں بلکہ آپ نے خلافت کے زمانہ میں سیاسی دُنیا کو بھی صبر واستقلال، اصابت رائے اور جہد مسلسل کا درس دیا قوم میں آزادیٔ وطن کے لئے نیا جوش نئی اُمنگ عطا کی، صدر جمعیۃ علماء کانپور رہے مفتیٔ اعظم عدالت عالیہ حیدر آباد کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ آپ متبحر عالم، ولی کامل فقیر اعظم، محدث دوراں، رہنمائے قوم، ممتاز فکر، روحانی دُنیا کے امام ہونے کے ساتھ صاحب قلم بھی تھے۔ جہاں بھی جاتے سنیت کا علم قادریت کا پرچم بلند کرتے، ہر وقت زبان پر نعرۂ غوث جاری تھا۔ آپ سراپا اخلاق نبوی کے مظہر تھے۔ حضرات پنجتن پاک اور حضور غوث علی نبینا علیہم السلام کے ازلی شیدائی تھے اولاد غوث پاک سے ایک خاص محبت تھی فقیر قادری ملتجی ہے بارگاہ خداوندی میں کہ اے خدا اپنے حبیب پاک ومحبوب پاک کے صدقہ حضرت کی قبر شریف پر انوار وبرکات ورحمت کی بارش ہو اور صاحبزادگان ووابستگان وجناب خواجہ صاحب کو صبر جمیل عطا کر آمین ثم آمین۔

دعا گو السید حضرت القادری البغدادی خانقاہ شریف کلکتہ۔

www.Qadri.info